بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گیند بلے کی حکمرانی

مدیر کے قلم سے

۲۰۱۱ء کے کرکٹ ورلڈ کپ کا جس طرح پاکستانی قوم کو فوبیا ہو گیا تھا، وہ پاکستان جیسے معاشی اور سیاسی بحرانوں کے شکار ملک کے ارباب حل وعقد کے لئے یقیناً قابل غور ہے۔ ۳۰ مارچ ۲۰۱۱ کو موہالی میں سیمی فائنل میں بھارت کے ہاتھوں شکست تک پوری قوم کرکٹ کے بخار میں مبتلا تھی، ایک صاحب اپنے گردے فروخت کر کے موہالی میچ دیکھنے گیا، ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پاکستان سے جوئے کے ۴۰ ارب روپے بھارت منتقل ہوئے، کراچی میں غیر قانونی بینک قائم کئے گئے، وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی اپنے قافلے کے ساتھ خود سیمی فائنل میچ دیکھنے گئے، پاکستان بھر میں سرکاری تعطیل کر دی گئی اور شکست کے بعد فائرنگ سے پچاس کے قریب افراد زخمی ہوئے، میچ کے دوران ساری قوم سے "یافتاح" کا ورد کرنے کے لئے میسج چلتے رہے، بعض مساجد میں خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا گیا اور محسوس یوں ہو رہا تھا کہ یہ گیند بلے کا کھیل نہیں، کفر واسلام کا آخری اور فیصلہ کن معرکہ ہے جسے پوری قوم نے ہر حال میں فتح کرنا ہے...... آج سے چند سال قبل ایک کالم احقر نے اسی موضوع پر لکھا تھا، آج وہ دوبارہ قارئین وفاق کی نذر ہے۔

انسان روزمرہ کے معمولات میں تھک جاتا ہے، ماحول کی یکسانیت سے کبھی اُکتا جاتا ہے، صحت ورزش کا تقاضا کرتی ہے، اس لئے طبعی طور پر اسے ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کچھ وقت تازگیِ طبع کے لئے کھیل، تفریح اور جسمانی ریاض میں گزارے، دنیا کی مختلف قوموں نے اسی ضرورت کے تحت کھیل، تفریح اور ورزش کے لئے اپنے ماحول، اپنی پسند اور اپنی روایات کے مطابق مختلف طریقوں کو رواج دیا ہے، اسلام نے بھی انسان کے ان طبعی تقاضوں کی رعایت رکھی ہے اور حدود کے اندر رہتے ہوئے اس کی اجازت دی ہے۔ کھیل بہرحال کھیل ہوتا ہے، وہ جسمانی ریاض اور تازگیِ طبع کا بس ایک ذریعہ ہے، کھیل کو زندگی کی سنجیدہ حقیقت سمجھنا چاہئے، نہ ہی زندگی کے سلگتے مسائل سے راہ فرار اختیار کرنے کا دریچہ! اسے اگر زندگی کا ہدف بنالیا گیا، مستقل مشغلہ کے طور پر اپنا لیا گیا، سنجیدہ معاملات سے منتقی کر دیا گیا، کھلنڈروں کو قومی ہیرو کا اعزاز دینے کی روش اختیار کی گئی تو اس سے بڑھ کر کسی قوم کا المیہ نہیں ہو سکتا، زوال وانحطاط کی کھائی میں جب

کوئی قوم گرتی ہے تو تلخ حقیقتوں کی منجدھار سے نکلنے کے لئے وہ کھیل اور تفریحی مشاغل کا سہارا لیتی ہے، لیکن پانی کے بلبلے ڈوبتے کا سہارا بن سکتے ہیں، نہ کسی کی کشتی کو ساحلِ مراد عطا کر سکتے ہیں۔

آج کل بھارت کی کرکٹ ٹیم پاکستان کے دورے پر ہے اور پوری پاکستانی قوم پر کرکٹ کا بخار چڑھ چکا ہے، کرکٹ بنیادی طور پر فرنگیوں کا کھیل ہے، انہوں نے اسے ایجاد کیا اور اس کے قاعدے ضابطے بنائے، برصغیر کی غلام قوموں نے آقاؤں کے کھیل کو وہ مقبولیت بخشی جس کی کوئی نظیر نہیں، کیا بوڑھے، کیا بچے، کیا مرد، کیا خواتین، کیا امیر، کیا غریب پوری قوم کرکٹ فوبیا کی زد میں ہے، کالجوں اور یونی ورسٹیوں کو تو رہنے دیں، دینی مدارس کے طلبہ اور واعظانِ قوم کی ایک بڑی تعداد بھی اس کی مریض اور اس کی دلچسپی کی اسیر ہے۔ ۱۳ مارچ ۲۰۰۴ء کو پاکستان اور انڈیا کے درمیان کراچی میں میچ تھا، سنا ہے نظم وضبط کو برقرار رکھنے کے لئے فوج ہی سویلین لباس میں تماشائی بنی رہی، عام لوگوں کو کم ٹکٹ دیئے گئے، پاکستانی ٹیم کو شکست ہوئی، اگلے دن ایک معاصر اخبار نے اسے زندہ قوموں کا نشان قرار دیا اور یہ سرخی جمائی ''نشان یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا'' دانشوروں اور کالم نگاروں نے ٹکٹ نہ ملنے پر کالم لکھے، اساتذہ اور تعلیمی شعبوں سے وابستہ افراد نے اپنے تاثرات بیان کئے، کراچی میں عام تعطیل کا اعلان کر دیا گیا، وزیروں اور حکمرانوں کی ایک بڑی تعداد نے ٹی وی کے سامنے سارا دن گزارا، اخبارات نے خصوصی ایڈیشن شائع کئے، کھلاڑیوں کی تصویریں عام ہوئیں، ٹی وی خریدنے میں ریکارڈ اضافہ ہوا۔ آہ!...... یہ ہے اس پاکستانی قوم کی حالت جو چالیس ارب ڈالر کی مقروض ہے، جس کا وجود دشمنوں کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹک رہا ہے، جس کے چاروں طرف سازش کے جال بچھا دیئے گئے ہیں، جس کے ساٹھ فیصد سے زیادہ بچے تعلیم سے محروم ہیں، جس کے ستر فیصد سے زیادہ تعلیم یافتہ نوجوان بے روزگار ہیں، جس کے پچاسی فیصد مریضوں کو صحیح علاج میسر نہیں، جسے حال ہی میں اقوام متحدہ نے غیر مہذب قرار دیا، جسے ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل ہونے کیلئے دن رات محنت اور ایک ایک لمحہ کی قدر کرنے کی ضرورت ہے، اس قوم پر دشمنوں کے ذرائع ابلاغ نے کرکٹ کو اس طرح مسلط کر دیا ہے کہ اس کا دل ودماغ، میدان وشاہراہیں، سڑکیں اور گلیاں کرکٹ سے آلودہ اور اس کے خیالات پر گیند بلے کی حکمرانی ہے...... حقیقت یہ ہے کرکٹ کھیل نہیں بلکہ سنگین جرائم کا مجموعہ بن چکا ہے:

☆......ادھر میچ شروع ہوتا ہے اور ادھر سٹے باز حرکت میں آتے ہیں۔ خبروں کے مطابق ۱۳ مارچ ۲۰۰۴ء کو کراچی میں ایک ارب سے زیادہ سٹہ ہوا۔

☆......کرکٹ کا میچ بے حیائی عام کرنے کا بھی ایک موثر سبب بن چکا ہے، مغرب زدہ خواتین پوری بے پردگی کے ساتھ میچ دیکھنے پہنچ جاتی ہیں۔ تالیاں بجانے، جملے کسنے اور اچھلنے کودنے اور شور وغل کرنے میں ان کا بے باک انداز ٹی وی اسکرین اور اخبارات کے صفحات پر ساری قوم دیکھتی ہے، اس سے دین کے احکام، خواتین اور بچیوں کی اسلامی تعلیم وتربیت اور مشرقی روایات پر جو خاموش ضربیں پڑتی ہیں، ان کے نقصان کا اندازہ لگانے کیلئے کسی خاص عقل وبصیرت کی ضرورت نہیں۔

☆......کرکٹ ایک دو گھنٹے کا کھیل نہیں، اس کے میچ کا مختصر دورانیہ بھی کم از کم ایک دن کا ہے، یہ سب سے زیادہ وقت ضائع کر دینے والا کھیل ہے، یہی وجہ ہے کہ جو قومیں وقت کے ایک ایک لمحے کی قدر کرتی ہیں، ان کے ہاں کرکٹ کو مقبولیت حاصل نہیں...... جو ادارے اور کمپنیاں اس میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے اپنے سارے وسائل جھونک رہی ہیں، ان کے اہداف و مقاصد پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ ہمارے پالیسی ساز اداروں کو پوری دردمندی کے ساتھ سوچنا چاہئے کہ اس کھیل کے تماشے میں مشغول کر کے پوری قوم کے قیمتی وقت کو کس طرح برباد کیا جا رہا ہے اور قومی سطح پر اس کا کس قدر نقصان ہو رہا ہے۔

☆...... ہمارے معاشرے میں کرکٹ کے کھلاڑیوں کی جس طرح پذیرائی ہوتی ہے، گیند بلے کے ماہرین کو جس طرح قومی ہیرو کا درجہ دیا جاتا ہے، کھلاڑیوں کے ایک ایک ایکشن پر لاکھوں روپے جس طرح لٹائے جاتے ہیں، انہیں انعامات عطا کرنے کے لئے حکومت اپنے خزانے کے دروازے جس فیاضی کے ساتھ کھول دیتی ہے، کسی قوم کی یہ روش، فکر و دانش اور عقل و شعور کے زوال کی آخری علامت ہوتی ہے......خدارا سوچئے، یہ غیر معمولی پذیرائی، کروڑوں پاکستانی بچوں کے دلوں کو تعلیم جیسے خشک چیز کا ذوق عطا کرے گی، یا گیند بلے میں دلچسپی بڑھائے گی؟...... کیا اس صورت حال کو دیکھ کر ہر بچے کے ذہن میں لاشعوری طور پر یہ سوال نہیں جنمے گا کہ گیند بلا اور کھیل جب شہرت، عزت، دولت کا موثر ذریعہ ہے، تو تعلیم و کتاب میں مغز ماری کی آخر کیا ضرورت ہے، جہاں ڈاکٹر عبدالقدیر خاں جیسے محسن سائنس دانوں کو بے وقار کیا جانے لگا اور کھلاڑیوں، گلوکاروں اور فنکاروں کی پذیرائی کی جانے لگے، وہاں کی نئی نسل، سائنس و تعلیم کی بجائے گیند، بلا اور ڈھول، باجے کا رخ کیوں نہیں کرے گی؟

☆...... پھر ان سب خرابیوں اور قباحتوں کے ساتھ ساتھ پاک بھارت کرکٹ میچ انڈیا کے مسلمانوں کے لئے تازیانۂ غم ہوتا ہے، فتح و شکست دونوں صورتوں میں کئی مسلمانوں کے گھر جلا دیئے جاتے ہیں۔ الزام یہ ہوتا ہے کہ ان کے دل کی دھڑکنیں پاکستانیوں کے ساتھ ہیں، وہ پاکستان کی فتح پر خوش اور شکست پر غمگین ہیں...... یوں پاکستان کی فتح گجرات کے مسلمانوں کے جلتے ہوئے گھروں کے دھوئیں کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور یہاں کی خوشی وہاں ماتم کی صورت میں ڈھل جاتی ہے......

صدر پرویز مشرف صاحب نے پاکستانی معاشرے میں اصلاحات کا بیڑا اٹھایا ہے لیکن کرکٹ کی وبا کو ان کی پوری سرپرستی حاصل ہے...... اس سے بڑھ کر افسوس ناک اور المناک بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ ۱۶ مارچ ۲۰۰۴ء کا جو دن انہوں نے راولپنڈی میں کرکٹ میچ دیکھتے ہوئے گزارا، اسی دن ان کے حکم و اجازت سے وانا آپریشن میں دونوں طرف پاکستانیوں کی لاشیں گر رہی تھیں، جو قوم مجموعی طور پر گناہوں کی لت میں مبتلا ہو جائے، اس طرح کے حکمرانوں کا وبال اس پر قدرت کی طرف سے مسلط کر دیا جاتا ہے...... گیند بلے کی حکمرانی کے خلاف کچھ آوازیں سنائی دے رہی ہیں لیکن نقار خانے میں طوطی کی صدا کون سنتا ہے! تاہم دشتِ بے اماں میں نواؤں کا تسلسل نہیں ٹوٹنا چاہئے، اگر چہ وہ دھیمی ہوں، اگر چہ ان کی کوئی شنوائی نہ ہو...... ☆